قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (اٰل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

بدھ 17 فروری 2021ء | 04 رجب 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:41

فرمانِ رسول ﷺ

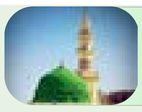

حضرت معقل بن یسارؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا نگران اور ذمہ دار بنایا ہے وہ اگر لوگوں کی نگرانی اور اپنے فرائض کی ادائیگی اور ان کی خیر خواہی میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کے مرنے پر اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت حرام کر دے گا۔

(مسلم کتاب الایمان۔باب استحقاق الوالی الغاش لرعیۃ النار)

حضرت عبادہؓ بن صامت بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیعت کے وقت عہد لیا کہ تنگی ہو یا آسائش، خوشی ہو یا ناخوشی، ہر حال میں آپؐ کی بات سنیں گے اور اطاعت اور فرمانبرداری کریں گے خواہ ہم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے۔ نیز ہم ان لوگوں سے جو کام کے اہل اور صاحب اقتدار ہیں، مقابلہ نہیں کریں گے سوائے اس کے کہ ہم کھلا کھلا کفر دیکھیں اور ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی برہان آ جائے۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو اور اطاعت کرو۔خواہ ایک حبشی غلام کو ہی کیوں نہ تمہارا افسر مقرر کر دیا جائے۔

(صحیح بخاری کتاب الاحکام باب السمع والطاعۃ للامام مالم تکن معصیۃ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

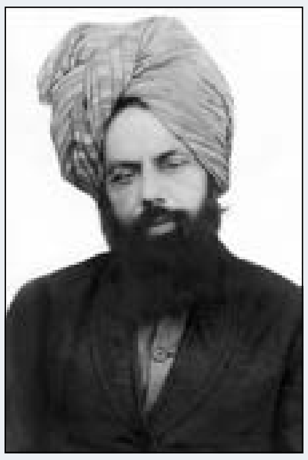

خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ۔۔۔۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیز گاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے۔ کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے۔ اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد نمبر 3 صفحہ 48)

ارشاد باری تعالیٰ

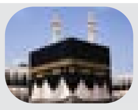

اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَہۡلِہَا ۙ وَاِذَا حَکَمۡتُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡکُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمۡ بِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیۡعًۢا بَصِیۡرًا۔

(سورۃ النساء آیت: 59)

ترجمہ:۔ یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو یقیناً بہت ہی عمدہ ہے جو اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے یقیناً اللہ بہت سننے والا (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

’’اب میں ذرا وضاحت سے عہدیداران کا احباب جماعت سے کس قسم کا رویہ یا سلوک ہونا چاہئے اس کے بارے میں کچھ بتاؤں گا۔ اور پھر احباب جماعت، افراد جماعت عہدیداروں سے کیسا رویہ رکھیں۔عہدیداروں کو تو ایک اصولی ہدایت قرآن نے دے دی ہے کہ انصاف کے تمام تقاضے پورے کرنے ہیں۔ اگر کوئی غور کرے اور سوچے کہ انصاف کے کیا کیا تقاضے ہیں تو اس کے بعد کچھ بات رہ نہیں جاتی۔لیکن ہر کوئی اس طرح گہری نظر سے سوچتا نہیں۔ اس طرح سوچا جائے جس طرح ایک تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے والا سوچتا ہے تو پھر تو اس کی یہ سوچ کر ہی روح فنا ہو جاتی ہے کہ انصاف کے تقاضے پورے کرنے ہیں۔لیکن نصیحت کیونکہ فائدہ دیتی ہے جیسا کہ میں نے کہا باتوں سے اور جگالی کرتے رہنے سے یاددہانی ہوتی رہتی ہے۔بعض باتوں کی وضاحت ہو جاتی ہے اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ مزید ذرا وضاحت کھول کر کر دی جائے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ عہدیدار اس بات کو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو یہ حکم فرمایا ہے کہ وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ (آل عمران:135) یعنی غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہوں۔ تو اس کے سب سے زیادہ مخاطب عہدیداروں کو اپنے آپ کو سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ ان کی جماعت میں جو پوزیشن ہے جو ان کا نمونہ جماعت کے سامنے ہونا چاہئے وہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ مکمل طور پر اپنے آپ کو عاجز بنائیں۔ اگر اصلاح کی خاطر کبھی غصے کا اظہار کرنے کی ضرورت پیش بھی آ جائے تو علیحدگی میں جس کی اصلاح کرنی مقصود ہو، جس کا سمجھانا مقصود ہو اس کو سمجھا دینا چاہئے۔ تمام لوگوں کے سامنے کسی کی عزت نفس کو مجروح نہیں کرنا چاہئے اور ہر وقت چڑچڑے پن کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہئے۔ یا کسی بھی قسم کے تکبر کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہئے۔ اصلاح کبھی چڑنے سے نہیں ہوتی بلکہ مستقل مزاجی سے درد رکھتے ہوئے اور دعا کے ساتھ نصیحت کرتے چلے جانے سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے۔ اور ایک آدھ دفعہ کی جو غلطی ہے، اگر کوئی عادی نہیں ہے تو اصلاح کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ عفو سے کام لیا جائے۔ معاف کر دیا جائے، درگزر کر دیا جائے۔

(خطبہ جمعہ 31/ دسمبر 2004ء)

اس شمارہ میں

- سخنوروں کے شہر میں وہ شہ سُخن کمال است (منظوم)
- شادی بیاہ اور نکاح کے مواقع پر مبارکباد دینے کی دُعا
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے
- رپورٹ حمدیہ محفل

دربارِ خلافت

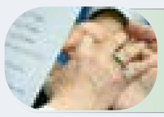

عفو کا ایک ایسا نمونہ دکھانا جس کی مثال جب سے کہ دنیا قائم ہوئی ہے ہمیں نظر نہیں آتی، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی خاصہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

خُذِ الۡعَفۡوَ وَاۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰہِلِیۡنَ (الاعراف: 200)۔عفو اختیار کر، اور معروف کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کر۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس فقرے نے کہ کَانَ خُلُقُہٗ اَلْقُرْآن۔ یعنی آپ کی زندگی قرآنی احکام اور اخلاق کی عملی تصویر تھی، آپؐ کے اعلیٰ ترین اخلاق کے وسیع سمندر کی نشاندہی فرمادی کہ جاؤ اور اس سمندر میں سے قیمتی موتی تلاش کرو۔ اور خلقِ عظیم کے جو موتی بھی تم تلاش کرو گے اس پر میرے پیارے آقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر ثبت ہو گی۔

یہ ہے وہ مقامِ خاتمیتِ نبوت جو اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ (المائدہ: 4) کے خدائی ارشاد میں ہمیں نظر آتا ہے۔ پس دین کا کمال اور نعمت کا پورا ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری شرعی کتاب اتار کر اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات میں پورا فرما دیا۔ پس آپ سے زیادہ کون اس الٰہی کتاب کو سمجھنے والا اور اپنے رب کے منشاء کو سمجھنے والا ہو سکتا ہے؟ آپ کی زندگی کا ہر پہلو جہاں قرآن کی عملی تصویر ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہمارے لئے اسوہ حسنہ بھی ہے۔

اس وقت مَیں آپ کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ایک حسین پہلو کی چند جھلکیاں پیش کروں گا جس نے نیک فطرت لوگوں کو تو آپ کے عشق و محبت میں بڑھا دیا۔ اور منافقین کے گند سے صرفِ نظر کرتے ہوئے جب آپ نے یہ خُلق دکھایا کہ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰہِلِیۡنَ تو دنیا پر ان لوگوں کی فطرت واضح ہوگئی۔ یہ خُلق جس کے بارے میں مَیں بیان کرنا چاہتا ہوں یہ ’’عفو‘‘ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’خدا کے مقربوں کو بڑی بڑی گالیاں دی گئیں۔ بہت بری طرح ستایا گیا۔ مگر ان کو اَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰہِلِیۡنَ (الاعراف: 200) کا ہی خطاب ہوا۔ خود اس انسان کامل ہمارے نبی اکو بہت بری طرح تکلیفیں دی گئیں اور گالیاں، بدزبانی اور شوخیاں کی گئیں۔ مگر اس خلق مجسم ذات نے اس کے مقابلہ میں کیا کیا؟ ان کے لئے دعا کی اور چونکہ اللہ نے وعدہ کرلیا تھا کہ جاہلوں سے اعراض کرے گا تو تیری عزت اور جان کو ہم صحیح وسلامت رکھیں گے اور یہ بازاری آدمی اس پر حملہ نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مخالف آپ کی عزت پر حرف نہ لا سکے اور خود ہی ذلیل و خوار ہو کر آپ کے قدموں پر گرے یا سامنے تباہ ہوئے۔‘‘

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء صفحہ 99)

بقیہ صفحہ 7 پر

سخنوروں کے شہر میں وہ شہ سُخن کمال است

سخنوروں کے شہر میں وہ شہ سُخن کمال است
گُلاب تو ہزار ہیں وہ گُل بدن کمال است
مرے لیے وہی تو ہے متاعِ جاں جمالِ زیست
اگر وہ ساتھ چھوڑ دے، مِرے لیے جہان نیست
سنو گے اُسکی گفتگو کہو گے بات ختم شد
ملے جو آفتاب سے کہو گے رات ختم شد
یونہی عطا نہیں ہوا اُسے مقامِ دلبری
مجھے دکھاؤ تو سہی کرے جو اُسکی ہمسری
اُسی پہ جاں فریفتہ یہ دل بصد نیاز ہے
غزل غزل سا شخص وہ جو سر تا پا نماز ہے
اگر ملے نہ یار تو گھر تمام سنگ و خِشت
کہ عاشقوں کے واسطے وِصالِ یار ہے بہشت
دِلم در فِراقِ تُو، جوں طفلِ اشکبار ہو
اذاں کہ انتظار میں جوں گوشِ روزہ دار ہو
اے شاہِ گُل مِرے لیے تری رضا ہے تاج و تخت
یہی ہے میری داستاں یہی ہے میری سرگزشت
تُو پیار سے جو دیکھ لے تو ساغر و شراب کیا
کلام ہو ترا اگر تو نغمہ و رُباب کیا
سدا رہے تُو شادماں گُلاب سے اے دلبرم
میں اپنا حال کیا کہوں میں جان و دل سے تُو شُدم

(مبارک صدیقی)

آج کی دعا

رَبِّ ابۡنِ لِیۡ عِنۡدَکَ بَیۡتًا فِی الۡجَنَّۃِ وَنَجِّنِیۡ مِنۡ فِرۡعَوۡنَ وَعَمَلِہٖ وَنَجِّنِیۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ۔ (سورۃ التحریم:12)

ترجمہ: اے میرے ربّ! میرے لئے اپنے حضور جنت میں ایک گھر بنادے اور مجھے فرعون سے اور اس کے عمل سے بچالے اور مجھے ان ظالم لوگوں سے نجات بخش۔

قرآن کریم میں مذکور یہ دعا ظالم شخص سے نجات حاصل کرنے کی دعا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مؤمنوں کے لئے فرعون کی بیوی حضرت آسیہؓ کی مثال بیان فرمائی ہے۔ وہ دل میں حضرت موسیٰ پر ایمان لے آئی تھیں مگر ظالم فرعون کے ماتحت تھیں۔ فرعون بنی اسرائیل پر سخت مظالم کرتا تھا اور حضرت موسیٰؑ کی جان کے درپے تھا۔ یہ ظالم سے نجات کی دعا ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں

پھر رَبِّ ابۡنِ لِیۡ عِنۡدَکَ بَیۡتًا فِی الۡجَنَّۃِ وَنَجِّنِیۡ مِنۡ فِرۡعَوۡنَ وَعَمَلِہٖ وَنَجِّنِیۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ (التحریم:12) اے میرے رب میرے لئے اپنے حضور جنت میں ایک گھر بنادے اور مجھے فرعون سے اور اس کے عمل سے بچالے اور مجھے ان ظالم لوگوں سے نجات بخش۔ یہ وہ دعا ہے جو فرعون کی بیوی نے کی تھی۔ احمدیوں کے لئے تو بعض ملکوں میں بڑے شدید حالات ہیں۔ کئی فرعون کھڑے ہوئے ہوئے ہیں۔

(خطباتِ مسرور جلد 4 صفحہ: 519)

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

شادی بیاہ اور نکاح کے مواقع پر مبارکباد دینے کی دُعا

اسلام نے ایک مومن کی زندگی میں پیش آنے والے مختلف زاویوں سے دعائیں سکھلائی ہیں۔ جیسے کھانا کھانے کی دُعا، کھانا ختم کرنے کی دُعا، رات سونے، صبح اٹھتے وقت کی دُعا، مسجد میں داخل ہونے اور باہر آنے کی دُعا، اذان سننے کی دُعا، بیت الخلاء میں جانے اور آنے کی دُعا وغیرہ وغیرہ

ہم ان دعاؤں کو خود بھی یاد کرتے ہیں اور اپنے بچوں کو یاد کرواتے اور موقع محل کے مطابق ان کو استعمال بھی کرتے ہیں۔ اور دہراتے بھی ہیں۔ لیکن بعض ایسی دعائیں بھی ہیں جن کا روزانہ کی دُعاؤں سے تعلق نہیں وہ موسمی یا گاہے بگاہے موقع آنے پر پڑھی جاتی ہیں ان کی طرف ہماری توجہ یا دھیان کم جاتا ہے۔ ان میں سے شادی، نکاح یا منگنی کے وقت کی دعائیں ہیں۔ ہم عمومی طور پر شادی مبارک، Happy Marriage کہہ کر یا لکھ کر دوسروں کو مبارکباد دیتے ہیں۔ جبکہ ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے شادی، نکاح اور منگنی کے مواقع پر بھی مبارکباد دینے کی دعا سکھلائی ہے۔ جو الفاظ کے اختلاف کے ساتھ احادیث میں ملتی ہیں۔ ہمیں بھی ایسے خوشی کے مواقع پر انہیں رواج دینا چاہیے۔ جیسے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 4 دسمبر 2020ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی شادی کے موقع پر جو دعائیں دیں۔ ان کا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

- ”(حضرت فاطمہؓ کا جس دن رخصتانہ ہوا) اسی دن رخصتانہ کے بعد آنحضرت ﷺ ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور تھوڑا سا پانی منگوا کر اس پر دعا کی اور پھر وہ پانی حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اور حضرت علی (رضی اللہ عنہ) ہر دو پر یہ الفاظ فرماتے ہوئے چھڑکا کہ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْھِمَا وَبَارِکْ عَلَیْھِمَا وَبَارِکْ لَھُمَا نَسْلَھُمَا یعنی اے میرے اللہ! تو ان دونوں کے باہمی تعلقات میں برکت دے اور ان کے ان تعلقات میں برکت دے جو دوسرے لوگوں کے ساتھ قائم ہوں اور ان کی نسل میں برکت دے۔“

پھر اسی خطبہ میں فرمایا:

- ”(آنحضور ﷺ نے) حضرت فاطمہؓ سے کہا میرے پاس پانی لاؤ۔ وہ اٹھیں …… اور گھر میں رکھے ہوئے ایک پیالے میں پانی لائیں۔ آپؐ نے اسے لیا اور اس میں کلی کی پھر حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ آگے بڑھو وہ آگے ہوئیں۔ آپؐ نے ان پر اور ان کے سر پر کچھ پانی چھڑکا اور دعا دیتے ہوئے کہا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ اے اللہ! اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا دوسری طرف رخ کرو۔ جب انہوں نے دوسری طرف رخ کیا تو آپؐ نے ان کے کندھوں کے درمیان پانی چھڑکا پھر ایسا ہی حضرت علیؓ کے ساتھ کیا۔ حضرت علیؓ سے فرمایا۔ اپنے اہل کے پاس جاؤ اللہ کے نام اور برکت کے ساتھ۔ اسی طرح حضرت علیؓ سے ایک روایت یوں مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک برتن میں وضو کیا پھر اس پانی کو حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ پر چھڑکا اور فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْھِمَا وَبَارِکْ لَھُمَا فِیْ شِبْلِھِمَا۔ اے اللہ! ان دونوں میں برکت رکھ دے اور ان دونوں کے جمع ہونے میں برکت رکھ دے۔“

(خطبہ جمعہ 4 دسمبر 2020ء)

ان کے علاوہ درج ذیل مزید دعائیں بھی ملتی ہیں۔ جن میں یہ عام ہے جو حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ بالعموم ان الفاظ میں دُعا دیا کرتے تھے بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ وَبَارَکَ عَلَیْکَ وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا فِی الْخَیْرِ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اس نکاح (شادی) کو مبارک کردے اور تجھ پر برکتیں بھی نازل فرمائے کہ تم دونوں کو اللہ تعالیٰ خیر، نیکی اور تقویٰ پر جمع رکھے یا اتفاق پیدا کرے۔ آمین

(ترمذی 1091۔سنن ابی داؤد 2130)

بعض روایات میں جَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ کی جگہ بَارَکَ لَکَ فِیْھَا کے الفاظ ملتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس نکاح یا اس عورت میں تمہارے لئے برکت نازل کردے۔

بعض روایات میں اس دُعا کے آغاز کے الفاظ یعنی بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ، بَارَکَ اللّٰہُ لَکِ دو دفعہ ملتے ہیں۔ ایک میں دولہا جبکہ دوسری میں دلہن مراد ہے۔ اس لئے دوسرے لَکِ میں ک کے نیچے زیر ہے۔

حضرت جلیبیبؓ ایک انصاری صحابی تھے جو غریب و مفلس بھی تھے اور شکل و صورت بھی نارمل تھی۔ ایک دفعہ آپؐ کو آنحضور ﷺ نے کسی انصاری صحابی کے گھر رشتہ کے لئے یہ پیغام دے کر بھجوایا کہ رسول اللہؐ کہتے ہیں کہ اپنی بیٹی کی شادی مجھ (جلیبیب) سے کردو۔ صاحب خانہ نے جواباً کہا کہ نہ خوبصورتی، نہ مال و دولت اور نہ بڑا خاندان۔ میں کیسے اپنی بیٹی کی شادی آپ سے کردوں۔ بیٹی بھی پردے میں یہ بات سُن رہی تھی جس کے دل میں رسول خدا کی محبت راسخ تھی۔ وہ باہر آ گئی اور کہا ”مجھے منظور ہے“ میں رسول خداؐ کا حکم نہیں ٹال سکتی۔ جب ان دونوں کی شادی ہوئی تو حضورؐ نے یہ دُعا اس جوڑے کو دی اَللّٰھُمَّ صُبَّ عَلَیْھِمَا الْخَیْرَ صَبًّا وَلَا تَجْعَلْ عَیْشَھُمَا کَدًّا کَدًّا کہ اے اللہ! ان پر خیر و برکت اور بھلائی کے دروازے کھولے رکھ اور ان کی زندگیوں کو مشقت اور پریشانی سے دور رکھ۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد جلد 9 کتاب المناقب حدیث نمبر 15977)

اللہ تعالیٰ جماعت میں ہونے والے تمام رشتوں کے حق میں اللہ تعالیٰ یہ مبارک اور مقدس دعائیں قبول فرمائے۔ آمین

از مولانا سید شمشاد احمد ناصر ۔ امریکہ

تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جا سکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں (قسط 23)

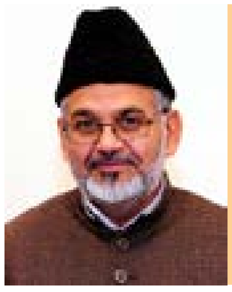

بیروت ٹائمز نے اپنی اشاعت 12-19 جنوری 2006ء صفحہ 27 پر قریباً پورے صفحہ کی ہماری جماعت کے ویسٹ کوسٹ میں ہونے والے 20 ویں جلسہ سالانہ کی خبر دی ہے۔خبر کے ساتھ دو تصاویر بھی ہیں۔ایک تصویر میں مولانا داؤد حنیف مشنری انچارج اور نائب امیر امریکہ صدارت کر رہے ہیں ان کے ایک طرف ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ اور دوسری طرف مونس چوہدری صاحب افسر جلسہ گاہ و ناظم پروگرام بیٹھے ہیں۔ پوڈیم پر خاکسار تقریر کر رہا ہے اور دوسری تصویر میں سامعین جلسہ ہیں۔

یہ خبر انگریزی سے عربی میں مکرم عابد ادلبی صاحب نے تیار کی تھی۔ جو اخبار نے اپنے عربی سیکشن میں تفصیل کے ساتھ دی۔

اخبار نے لکھا کہ جماعت احمدیہ ویسٹ کوسٹ کا جلسہ سالانہ 23-25 دسمبر 2005ء پومونا کیلیفورنیا میں ہوا جس میں قریباً ایک ہزار مندوبین شامل ہوئے۔ جلسہ میں امریکہ کے ویسٹ کوسٹ کے علاقہ دیگر جماعتوں / شہروں سے بھی احمدی اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے تشریف لائے۔ جلسہ میں دیگر پروگراموں کے علاوہ خوش الحانی سے نظمیں بھی پڑھی گئیں۔ نائب امیر امریکہ ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ نے سب کو خوش آمدید کہا اور جلسے کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔

امام شمشاد ناصر آف مسجد بیت الحمید چینو جو اس جلسہ کے انتظامات کرنے والوں میں سے ہیں، نے تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ اس جلسہ کا مقصد روحانیت میں ترقی کرنا اور بین الاذاہب ایک دوسرے کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آنے کا سبق نیز ایک دوسرے کے ساتھ مضبوط تعلقات قائم کرنا بھی ہے۔

جماعت احمدیہ کے بارے میں تعارف کراتے ہوئے اخبار نے لکھا کہ جماعت احمدیہ کا قیام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے ذریعہ 19 ویں صدی میں ہوا جنہوں نے مسیح موعود اور امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ آپ کا دعویٰ قران کریم اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق ہے۔

امام شمشاد نے بتایا کہ ہمارا کام اسلام کی صحیح تعلیمات کو روشناس کرانا اور تمام دنیا میں تبلیغ کرنا ہے اور اس وجہ سے ہمارا ماٹو ہے محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں۔

امام شمشاد نے مزید بتایا کہ ہم اگر دنیا میں امن قائم کرنا چاہتے ہیں تو یہ عدل و انصاف کے بغیر ناممکن ہے۔ اخبار نے خاکسار کے ABC کو دیئے گئے انٹرویو کا بھی ذکر کیا ہے۔ اخبار نے لکھا کہ جلسہ کے موقع پر جمیل محمد نے محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں، منعم نعیم صاحب نے ہیومینیٹی فرسٹ کی تفصیلات سے بھی لوگوں کو آگاہ کیا۔ ویب سائٹ بھی دی گئی ہے۔ جلسہ میں نیشنل عاملہ کے لوگ بھی شامل ہوئے ۔ ملک مبارک احمد اور ان کے ساتھی منصور مظفر، ڈاکٹر ظہیر الدین، ڈاکٹر خالد عطاء، ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ، جلسہ کے موقع پر مذہبی لیڈر، ان کے پیروکار، چیف پولیس اور دیگر اعلیٰ حکام نے بھی شرکت کی۔ جلسہ کے اختتامی اجلاس میں داؤد حنیف مشنری انچارج نے بھی حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ آخر میں لکھا ہے کہ جلسہ کے بارہ میں یا اسلام کے بارہ میں مزید معلومات حاصل کرنا ہوں تو امام شمشاد ناصر آف بیت الحمید چینو سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ فون نمبر اور ویب سائٹ بھی لکھی گئی ہے۔

'انڈیا پوسٹ' نے اپنی اشاعت 20 جنوری 2006ء صفحہ 26 پر ایک تصویر کے ساتھ ہماری عیدالاضحیہ کی خبر شائع کی ہے۔جس میں سامعین اور خاکسار کو خطبہ عید دیتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔

اخبار نے 'انڈیا پوسٹ نیوز سروس' کے حوالہ سے خبر دی کہ جماعت احمدیہ نے مسجد بیت الحمید چینو میں عیدالاضحیہ منائی جس میں 600 کے قریب لوگ شامل ہوئے۔ خطبہ عید میں نماز کے بعد امام شمشاد نے بتایا کہ اسلام میں 2 عیدیں ہیں اور اس عید کا تعلق حج کے ساتھ اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیلؑ کی قربانیوں سے ہے۔ ہمیں اپنے بچوں کی تربیت اس رنگ میں کرنی چاہئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھنے والے ہوں۔ جس طرح حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل نے نمونہ دکھایا تھا۔ تاکہ ہمارے بچے قوم وملک کے لئے بہترین وجود بن سکیں۔ جبکہ دوسرے لوگوں نے ظاہری طور پر بکرے اور دنبے کی قربانی کرنی ہے اس کا مقصد بھی یہی بات سکھانا ہے اور ایسے موقعوں پر غرباء کا خاص خیال بھی رکھنا چاہئے۔ امام شمشاد نے مزید بتایا کہ ہمیں اپنے وقت، مال کی قربانی چاہئے اور زیادہ سے زیادہ مسجد کے ساتھ اٹیچ رہنا چاہئے اور قرآنی تعلیمات کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا چاہئے جو کہ نہ صرف اسلامی تعلیم ہے بلکہ آنحضرت ﷺ کا بھی اسوۂ حسنہ ہے۔

ہفت روزہ 'اردو لنک' نے اپنی اشاعت 20 تا 26 جنوری 2006ء صفحہ 6 پر خاکسار کا ایک مضمون پورے صفحہ پر بعنوان ''قرآن کریم کے محاسن و فضائل اور برکات'' پر خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور تصویر بھی ہے جس میں ایک چھوٹی بچی (سیدہ صباحت) کو قرآن شریف پڑھتے دکھایا گیا ہے۔

اس مضمون میں خاکسار نے قرآنی تعلیمات کے جاننے کا مدعا اور مقصد بیان کیا ہے اس کے علاوہ ''نجات کی راہیں'' ''قرآن کریم اور اعمال صالح'' وغیرہ امور کا ذکر قرآنی آیات کے ذریعہ کیا گیا۔

اخبار نے مضمون کا ایک حصہ ہائی لائٹ بھی کیا ہے جس میں لکھا گیا ہے کہ ''قرآن کریم نے بار بار مسلمانوں کو اعمال صالحہ کی طرف توجہ دلائی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ جو تعلیم لے کر آئے اس کا بنیادی مقصد ایمان باللہ اور اعمال صالحہ ہی ہیں اور اسلام نے نجات کے لئے انہی دو چیزوں پر زور دیا ہے۔ اول ایمان ہو دوسرے نیک اعمال ہوں۔ لیکن افسوس ہے کہ عوام الناس میں جو حیثیت ایمان کو حاصل ہے وہ اعمال صالحہ کو نہیں۔ حالانکہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ ایمان باللہ کی حیثیت بنیاد کی سی ہے اعمال صالحہ اس مضبوط بنیاد پر عمارت تعمیر کرنے کے مترادف ہے۔''

''نجات کی راہیں'' کے تحت خاکسار نے یہ لکھا ہے کہ:

کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولی ہیں کہ انسان یہ عقیدہ رکھے کہ ہمارا پیدا کرنے والا ہمارا رب، رحمان، رحیم خدا واحد لاشریک ہے اور پھر یہ یقین رکھے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ اور قرآن شریف ایسی کتاب اللہ ہے جو ہر لحاظ سے کامل و مکمل ہے۔قرآن شریف کے بعد اب کسی اور کتاب یا شریعت کی ضرورت نہیں، آنحضرت ﷺ کے بعد نہ نئی کتاب آئے گی، نہ ہی نئے احکامات آئیں گے، یہی کتاب اور یہی احکامات رہیں گے۔ پس جو کچھ کسی کو ملنا ہے وہ آنحضرت ﷺ کی سچی اور کامل اتباع سے ملتا ہے اس کے بغیر کچھ مل سکتا ہی نہیں۔

'اردو لنک' نے اپنی 20 تا 26 جنوری 2006ء کی اشاعت صفحہ 9 پر دو تصاویر کے ساتھ ہماری عیدالاضحیہ کی تقریب کی خبر دی ہے۔

خبر کا عنوان ہے ''مسجد بیت الحمید چینو میں عیدالاضحیہ نہایت جوش اور جذبے سے منائی گئی۔'' احباب اس عید کی خوشی میں اپنے بھائیوں اور پڑوسیوں کو یاد رکھیں۔ امام سید شمشاد ناصر

کیلیفورنیا۔ لنک رپورٹ: گردو نواح سے 600 سے زائد مرد، عورتوں اور بچوں نے عیدالاضحیٰ کی نماز امام سید شمشاد احمد ناصر کی معیت میں ادا کی۔ امام شمشاد ناصر نے اسلام میں عیدالاضحیہ کی اہمیت حج اور حضرت ابراہیمؑ کی اللہ تعالیٰ کے حضور فرمانبرداری کے حوالہ سے بیان کی۔ امام سید شمشاد احمد ناصر نے خطبہ کا آغاز سورۃ الحج کی آیات 27 اور 28 کی تلاوت سے کیا۔ اور کہا کہ مسلمانوں کو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی پیش کردہ قربانی کی مثال کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ اگر ہر قربانی اسی جذبہ اور تقویٰ سے پیش ہوگی تب ہی قبولیت کی منازل ملیں گی۔ امام شمشاد نے اپنے خطبہ کے آخر میں یاد دہانی کرائی کہ احباب اس عید کی خوشی میں اپنے غریب بھائیوں اور پڑوسیوں کو بھی یاد رکھیں۔ انہوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ سب مسلمان خدا کے ساتھ اپنے تعلق کو از حد مضبوط کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت مساجد میں گزاریں۔ آخر میں مسجد کا فون نمبر بھی ہے۔

'مسلم وائس کمیونٹی نیوز پیپر'۔ یہ اخبار ایروزونا سٹیٹ سے مسلمان کمیونٹی کا ہے اس اخبار نے جنوری 2006 ء کی اشاعت میں قریباً پورے صفحہ پر انگریزی میں ہماری ایک خبر دی ہے۔ یہ اخبار ایروزونا کے علاوہ کیلیفورنیا، نواڈا، یوٹا اور نیومیکسیکو سٹیٹس میں بھی پڑھا جاتا ہے۔

اس اخبار نے ہمارے خدام الاحمدیہ کی خبر ایک تصویر کے ساتھ شائع کی ہے تصویر میں کچھ نوجوان اور مکرم چوہدری احمد صاحب، خاکسار (سید شمشاد احمد ناصر) ہیں۔ فیصل راجپوت اپنے ہاتھ میں ٹرافی لئے ہوئے ہیں۔ اخبار نے لکھا کہ چینو کے مسلمان نوجوانوں نے سوشل سروسز کر کے ایوارڈ حاصل کیا ہے۔

اخبار نے خاکسار کے نام سے رپورٹ کو شائع کیا ہے۔ اخبار لکھتا ہے کہ احمدیہ مسلم نوجوانوں کو مبارک ہو کہ انہوں نے اپنے علاقہ میں سوشل سروسز کیں اور انہیں ان کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر ایوارڈ دیا گیا۔ یہ اجتماع واشنگٹن ڈی سی میں ہوا جن میں 60 مجالس سے خدام شامل ہوئے تھے۔

سوشل سروسز کے حوالہ سے فیصل راجپوت جو کہ ان امور کے ناظم ہیں، نے بتایا کہ ہمارے نوجوان اپنے سکول کے بعد یہ خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ ہمارے نوجوان مقامی مسجد کے احباب

سے چندہ لیتے ہیں اور پھر خوراک خرید کر ہر ماہ قریباً 300 بے گھر افراد میں تقسیم کرتے ہیں۔ ابھی حال ہی میں ہمارے نوجوانوں نے ایک میڈیکل سینٹر میں خون کے عطیات دینے کی مہم بھی چلائی اور خون کے عطیات اکٹھے کئے۔ اسی طرح معذور، غرباء اور بے گھر افراد کے لئے کپڑے اور جوتے بھی تقسیم کئے گئے۔ انہوں نے کہا کہ احمدی نوجوان قومی شاہراہ کی صفائی کے لئے بھی کام کرتے ہیں اور ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اس کام میں مزید وسعت پیدا کریں۔ مجلس خدام الاحمدیہ لاس اینجلس ہیومینیٹی فرسٹ کے لئے بھی ہر ممکنہ تعاون اور مدد کر رہی ہے۔

مسجد بیت الحمید کی ایک تقریب میں امام شمشاد ناصر نے سب نوجوانوں کو مبارکباد پیش کی کہ انہوں نے یہ خدمات سرانجام دی ہیں۔ انہوں نے نوجوانوں کو ترغیب دی کہ وہ اس کام میں مزید وسعت پیدا کریں تا اس کے ذریعہ سوسائٹی مضبوط ہو۔ چونکہ اسلامی تعلیم بھی یہی ہے کہ معاشرہ میں غرباء اور کمزوروں کا خاص خیال رکھا جائے۔ اس سے سوسائٹی میں بہت سی غلط فہمیوں کو دور کرنے کا بھی موقعہ ملے گا۔ امام شمشاد نے مزید کہا کہ ہر احمدی کو دیکھنا چاہئے کہ اس کے ہمسائیگی میں کوئی ایسا نہ رہے جو رات کو بھوکا سوئے۔ خبر کے آخر میں مسجد بیت الحمید کا فون نمبر اور I-800-WHY Islam کا نمبر بھی دیا گیا ہے۔

چینڈلر کنیکشن نے اپنی 27 جنوری 2006ء کے شمارے میں صفحہ 3 پر ہماری ایک مختصر سی خبر دی ہے۔ یہ اخبار ایریزونا سٹیٹ کی ہے اور اس علاقہ میں جہاں ہماری احمدیہ مسجد واقع ہے، سے چھپتا ہے۔ خبر میں اعلان ہے کہ احمدیہ مسلم سینٹر کے لوگ ایک طبی سیمینار کر رہے ہیں جس میں شوگر کے مریضوں کو دیکھا جائے گا۔ یہ سیمینار اور طبی معائنہ یہاں کی لوکل لائبریری میں ہو گا جو Dabson Rd پر واقع ہے۔ معلومات کے لئے فون نمبر بھی دیا گیا ہے۔

پاکستان ایکسپریس نے 27 جنوری 2006ء کے اخبار میں ہماری عیدالاضحیہ کی خبر ان الفاظ میں شائع کی:

"چینو کیلیفورنیا میں جماعت احمدیہ کے چھ سو سے زائد افراد نے عیدالاضحیٰ منائی"

نماز عید امام سید شمشاد ناصر نے پڑھائی اور خطبہ میں عیدالاضحیٰ کی تشریح بیان کی۔

نیویارک (پ ر) چینو کیلیفورنیا اور گردونواح کے چھ صد سے زائد مردوں، عورتوں اور بچوں نے مسجد بیت الحمید میں عیدالاضحیٰ کی نماز سید شمشاد احمد ناصر کی امامت میں ادا کی۔ انہوں نے اپنے خطبہ عید میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کا ذکر کر کے تمام حاضرین کو اپنے بچوں کی صحیح تربیت کرنے اور انہیں باخدا بنانے کی طرف توجہ دلائی۔

انہوں نے کہا کہ تمام مردوں کے لئے حضرت ابراہیمؑ، تمام بچوں کے لئے حضرت اسماعیلؑ اور تمام خواتین کے لئے حضرت ہاجرہؑ ایک مشعل راہ کے طور پر ہیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ ہر قربانی تقویٰ چاہتی ہے۔ بغیر تقویٰ کے کوئی قربانی قبولیت کا درجہ نہیں پاتی۔ اگر ہم اپنی اولاد کی اعلیٰ تربیت کریں گے تو ہماری نسلیں باخدا نسلیں بن جائیں گی۔ اس لئے مسلمانوں کو خدا تعالیٰ سے مضبوط تعلق جوڑنا چاہئے اور یہ کہ وہ آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کو اپنی زندگیوں کا لائحہ عمل بنائیں۔ خبر کے آخر پر مسجد بیت الحمید کا فون نمبر بھی ہے۔

ڈیلی بلٹن نے اپنی اشاعت 19 فروری 2006ء کے صفحہ A21 پر جو کہ سنڈے کا اخبار ہے اور جس کی اشاعت بھی عام دنوں سے زیادہ ہوتی ہے اور اس کو پڑھا بھی بہت جاتا ہے، نے خاکسار کا ایک خط درج ذیل عنوان سے شائع کیا:

CARTOONS HURTFUL TO MUSLIMS;

VIOLANCE WRONG

"کارٹونز سے دل آزاری اور فساد کرنا بھی غلط ہے۔"

خاکسار کی تصویر بھی شائع کی گئی ہے۔ قبل اس کے کہ میں خط کے مندرجات لکھوں ایک وضاحت ضروری ہے۔ اور وہ یہ کہ جماعت احمدیہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خلافت کا نظام جاری ہے جو ہر ایک موقعہ پر نہ صرف جماعت کی بلکہ تمام دنیا کی جن میں تمام مذہبی لیڈر، تمام دنیا کے سیاسی راہنما اور تمام عوام الناس آجاتے ہیں خواہ وہ جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتے ہوں یا دیگر مسلمان فرقوں سے یا غیر مذاہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ وہ کسی بھی قوم سے، کسی بھی فرقہ سے، کسی بھی گروہ سے، کسی بھی ملک سے تعلق رکھتے ہوں، خلافت احمدیہ حقہ اسلامیہ ان کی صحیح اور اسلامی تعلیمات کے مطابق راہنمائی کرتی چلی آئی ہے اور راہنمائی کرتی چلی جائے گی۔ یہ خلافت احمدیہ کا مشن ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو اشتعال دینے کی خاطر اور بعض اوقات آزادی کے نام پر مغرب میں خصوصاً غیر مسلم اور دہریہ قسم کے لوگ بلاوجہ مسلمانوں کی دل آزاری کرتے رہتے ہیں۔ ان کا تو اپنا ایک وطیرہ ہے کہ کسی طرح وہ مسلمانوں کو مذہبی جوش دلائیں جس سے وہ ایسے کام کریں جو اسلامی تعلیمات کے مطابق نہ ہوں اور ان کو اس سے اسلام پر اور محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدسہ ومطہرہ پر کیچڑ اچھالنے کا موقع مل جائے۔ یہی ان کی دلی آرزو اور دلی تمنا ہوتی ہے اور بدقسمتی سے بعض لوگ اس کے مواقع مہیا کر دیتے ہیں۔

چنانچہ مغربی اقوام میں ڈنمارک، بیلجیم، فرانس، جرمنی اور ادھر امریکہ میں بھی ایسے لوگ ہیں جو مسلمانوں کو اشتعال دلاتے رہتے ہیں۔ کبھی قرآن کریم کو جلانے کی دھمکی یا بہانے، سے تو کبھی کارٹونز بنا کر اور کبھی کسی اور طریقے سے۔

فروری 2006ء کے شروع میں ایسا ہی واقعہ پیش آیا اور وہ یہ تھا کہ ڈنمارک اور دیگر مغربی ممالک میں آنحضرت ﷺ کے بارے میں انتہائی غلیظ اور مسلمانوں کے جذبات کو انگیخت کرنے والے کارٹون اخبارات میں شائع کئے گئے جن سے مسلمانوں میں شدید اشتعال پیدا ہوا نا ایک طبعی ردعمل تھا۔ اس موقع پر جماعت احمدیہ نے کیا ردعمل دکھایا اور خلافت احمدیہ نے مسلمانوں کی اور یورپین ممالک کی کس طرح راہنمائی فرمائی اور آپ نے ایسے موقع کے لئے کیا اسلامی طریق اور اسلامی تعلیمات بیان کیں جو کہ ایک مومن کا ردعمل ہونا چاہئے، میں اس کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں بیان کرتا ہوں۔

ہمارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس ساری حالت کا جائزہ لے کر مورخہ 10 فروری 2006ء کو لندن مسجد بیت الفتوح سے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے "کارٹونز کے حوالہ سے" جو باتیں اس خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمائیں دراصل وہی ڈیلی بلٹن نے شائع کیا گیا تھا۔

اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ میں قرآن کریم کی دو آیات تلاوت فرمائیں۔

(1) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

(الانبیاء:108)

ترجمہ: اور ہم نے تجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

(2) اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا۔

(الاحزاب:57-58)

ترجمہ: یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔ یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا میں بھی لعنت ڈالی ہے اور آخرت میں بھی اور اس نے ان کے لئے رُسوا کُن عذاب تیار کیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"آج کل ڈنمارک اور مغرب کے بعض ممالک میں آنحضرت ﷺ کے بارے میں انتہائی غلیظ اور مسلمانوں کے جذبات کو انگیخت کرنے والے، ابھارنے والے، کارٹون اخباروں میں شائع کرنے پر تمام اسلامی دنیا میں غم و غصے کی ایک لہر دوڑ رہی ہے اور ہر مسلمان کی طرف سے اس بارے میں ردعمل کا اظہار ہو رہا ہے۔ بہرحال قدرتی طور پر اس حرکت پر ردعمل کا اظہار ہونا چاہئے تھا اور ظاہر ہے احمدی بھی جو آنحضرت ﷺ سے محبت وعشق میں یقیناً دوسروں سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وجہ سے حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کے مقام کا فہم و ادراک دوسروں سے بہت زیادہ ہے اور کئی احمدی خط بھی لکھتے ہیں اور اپنے غم و غصہ کا اظہار بھی کرتے ہیں، تجاویز دیتے ہیں کہ ایک مستقل مہم ہونی چاہئے۔ دنیا کو بتانا چاہئے کہ اس عظیم نبی کا کیا مقام ہے۔ تو بہرحال اس بارے میں جہاں جہاں بھی جماعتیں Active ہیں وہ کام کر رہی ہیں۔ لیکن جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ ہمارا ردعمل کبھی ہڑتالوں کی صورت میں نہیں ہوتا اور نہ آگیں لگانے کی صورت میں ہوتا ہے اور نہ ہی ہڑتالیں اور توڑ پھوڑ، جھنڈے جلانا اس کا علاج ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید فرمایا:

"اس زمانے میں دوسرے مذاہب والے مذہبی بھی اور مغربی دنیا بھی اسلام اور بانی اسلام ﷺ پر حملے کر رہے ہیں۔ اس وقت مغرب کو مذہب سے تو کوئی دلچسپی نہیں...... اکثریت میں مذہب کے تقدس کا احساس ختم ہو چکا ہے۔ بلکہ ایک خبر فرانس کی شاید پچھلے دنوں میں یہ بھی تھی کہ ہم حق رکھتے ہیں، ہم چاہیں تو نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کا بھی کارٹون بنا سکتے ہیں۔ تو یہ تو ان لوگوں کا حال ہو چکا ہے۔ اس لئے اب دیکھ لیں یہ کارٹون بنانے والوں نے جو انتہائی قبیح حرکت کی ہے اور جیسی یہ سوچ رکھتے ہیں اور اسلامی دنیا کا جو ردعمل ظاہر ہوا ہے اس پر ان میں سے کئی لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ یہ ردعمل اسلامی معاشرے اور مغربی سیکولر جمہوریت کے درمیان تصادم ہے۔ حالانکہ اس کا معاشرے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اب تو ان لوگوں کی اکثریت اخلاق باختہ ہو چکی ہے۔ آزادی کے نام پر بے حیائیاں اختیار کی جا رہی ہیں۔ حیا تقریباً ختم ہو چکی ہے۔......"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

’’انگلستان کے ہی ایک کالم لکھنے والے رابرٹ فسک (Robert Fisk) نے کافی انصاف سے کام لیتے ہوئے لکھا ہے۔ ڈنمارک کے ایک صاحب نے لکھا تھا کہ اسلامی معاشرے اور مغربی سیکولر جمہوریت کے درمیان تصادم ہے۔ اس بارے میں انہوں نے لکھا کہ یہ بالکل غلط بات ہے۔ یہ کوئی تہذیبوں کا یا سیکولرازم کا تصادم نہیں ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ آزادیٔ اظہار کا مسئلہ بھی نہیں ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق پیغمبر پر خدا نے براہ راست اپنی تعلیمات نازل کیں۔ وہ زمین پر خدا کے ترجمان ہیں جبکہ یہ (عیسائی) سمجھتے ہیں، (اب یہ عیسائی لکھنے والا لکھ رہا ہے) کہ انبیاء اور ولی ان کی تعلیمات انسانی حقوق اور آزادیوں کے جدید تصور سے ہم آہنگ نہ ہونے کے سبب تاریخ کے دھندلکوں میں گم ہو گئے ہیں۔مسلمان مذہب کو اپنی زندگی کا حصہ سمجھتے ہیں اور صدیوں کے سفر اور تغیرات کے باوجود ان کی یہ سوچ برقرار ہے جبکہ ہم نے مذہب کو عملاً زندگی سے علیحدہ کر دیا ہے۔ اس لئے ہم اب مسیحیت بمقابلہ اسلام نہیں بلکہ مغربی تہذیب بمقابلہ اسلام کی بات کرتے ہیں اور اس بنیاد پر یہ بھی چاہتے ہیں کہ جب ہم پیغمبروں یا ان کی تعلیمات کا مذاق اڑا سکتے ہیں تو آخر باقی مذاہب کا کیوں نہیں؟

پھر لکھتے ہیں کہ یہ رویہ اتنا ہی بے ساختہ ہے۔ کہتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ کوئی 10-12 برس پہلے ایک فلم ’’Last Temptation of Christ‘‘ ریلیز ہوئی تھی جس میں حضرت عیسیٰؑ کو ایک عورت کے ساتھ قابل اعتراض حالت میں دکھانے پر بہت شور مچا تھا اور پریس میں کسی نے مشتعل ہو کر ایک سینما کو نذر آتش کر دیا تھا۔ ایک فرانسیسی نوجوان قتل بھی ہوا تھا۔ اس بات کا کیا مطلب ہے؟ ایک طرف تو ہم میں سے بھی بعض لوگ مذہبی جذبات کی توہین برداشت نہیں کر پاتے مگر ہم یہ بھی توقع رکھتے ہیں کہ مسلمان آزادیٔ اظہار کے ناطے گھٹیا ذوق کے کارٹونوں کی اشاعت پر برداشت سے کام لیں۔

کیا یہ درست رویہ ہے؟ جب مغربی رہنما یہ کہتے ہیں کہ وہ اخبارات اور آزادیٔ اظہار پر قدغن نہیں لگا سکتے تو مجھے ہنسی آتی ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر متنازعہ کارٹونوں میں پیغمبر اسلام کی بجائے بم والے ڈایزائن کی ٹوپی کسی یہودی ربائی (Rabbi) کے سر پر دکھائی جاتی تو کیا شور نہ مچتا کہ اس سے اینٹی سمٹ ازم (Anti Semitism) کی بو آتی ہے۔یعنی یہودیوں کے خلاف مخالفت کی بو آتی ہے اور یہودیوں کی مذہبی دل آزادی کی جارہی ہے...... لیکن ان کارٹونوں سے سوائے اس کے کیا پیغام دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلام ایک پر تشدد مذہب ہے۔ ان کارٹونوں نے جہاں چہار جانب اشتعال پھیلانے کے اور کیا مثبت اقدام کیا ہے؟‘‘

(روزنامہ جنگ لندن 7 فروری 2006ء صفحہ 1تا3)

حضور نے مزید فرمایا:

’’کہیں نہ کہیں سے کسی وقت ایسا شوشہ چھوڑا جاتا ہے جس سے ان گندے ذہن والوں کے ذہنوں کی غلاظت اور خدا سے دوری نظر آجاتی ہے، اسلام سے بغض اور تعصب کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ بدقسمتی سے مسلمانوں کے بعض لیڈروں کے غلط ردعمل سے ان لوگوں کو اسلام کو بدنام کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ یہی چیزیں ہیں جن سے پھر یہ لوگ بعض سیاسی فائدے بھی اٹھاتے ہیں۔ پھر عام زندگی میں مسلمان کہلانے والوں کے رویے ایسے ہوتے ہیں جن سے یہاں کی حکومتیں تنگ آجاتی ہیں......‘‘

نیز فرمایا:

’’بعض اوقات ظلم بھی ان کی طرف سے ہو رہا ہوتا ہے لیکن مسلمانوں کے غلط ردعمل کی وجہ سے مظلوم بھی یہی لوگ بن جاتے ہیں اور مسلمانوں کو ظالم بنا دیتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ شاید مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت اس توڑ پھوڑ کو اچھا نہیں سمجھتی لیکن لیڈر شپ یا چند فسادی بدنام کرنے والے بدنامی کرتے ہیں۔‘‘

حضور نے فرمایا:

’’اب مثلاً ایک رپورٹ ڈنمارک کی ہے کہ اس کے بعد کیا ہوا، ڈینش عوام کا ردعمل یہ ہے کہ اخبار کی معذرت کے بعد مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس معذرت کو مان لیں اور اس مسئلے کو پر امن طور پر ختم کریں تا کہ اسلام کی صحیح تعلیم ان تک پہنچے اور Violance سے بچ جائیں، پھر یہ ہے کہ ٹی وی پروگرام آرہے ہیں کہتے ہیں کہ یہاں کے بچے ڈینشوں کے خلاف ردعمل دیکھ کر ان کے ملک کا جھنڈا جلایا جارہا ہے، ایمبیسیز جلائی جارہی ہیں، بہت ڈرے اور سہمے ہوئے ہیں۔ وہ یہ محسوس کر رہے ہیں گویا جنگ کا خطرہ ہے اور ان کو مار دینے کی دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ اب عوام میں بھی اور بعض سیاستدانوں میں بھی اس کو دیکھ کر انہوں نے ناپسند کیا ہے اور ایک ردعمل یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ مسلمانوں کی اس دل آزاری کے بدلے میں خود ہمیں ایک بڑی مسجد مسلمانوں کو بنا کر دینی چاہئے جس کا خرچ یہاں کی فرمیں ادا کریں اور کوپن ہیگن کے سپریم میئر نے اس تجویز کو پسند کیا۔ پھر مسلمانوں کی اکثریت بھی جیسا کہ میں نے کہا کہتی ہے کہ ہمیں معذرت کو مان لینا چاہئے، لیکن ان کے ایک لیڈر ہیں جو 27 تنظیموں کے نمائندے ہیں وہ یہ بیان دے رہے ہیں کہ اگرچہ اخبار نے معذرت کر دی ہے تاہم وہ ایک بار پھر ہمارے سب کے سامنے آ کر معذرت کرے تا ہم مسلمان ملکوں میں جا کر بتائیں کہ اب تحریک کو ختم کر دیں۔ اسلام کی ایک عجیب خوفناک تصویر کھینچنے کی یہ کوشش کرتے ہیں بجائے صلح کا ہاتھ بڑھانے کے ان کا رجحان فساد کی طرف ہے۔

پھر فرمایا:

’’تو اب دیکھیں کہ وہ ڈنمارک میں معافیاں مانگ رہے ہیں اور مسلمان لیڈر آڑے آئے ہوئے ہیں۔ پس ان مسلمانوں کو بھی ذرا عقل کرنی چاہئے، کچھ ہوش کے ناخن لینے چاہئیں اور اپنے ردعمل کے طریقے بدلنے چاہئیں اور جیسا کہ میں نے کہا تھا شاید بلکہ یقینی طور پر سب سے زیادہ اس حرکت پر ہمارے دل چھلنی ہیں۔ لیکن ہمارے ردعمل کے طریق اور ہیں۔‘‘

’’جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ اسلام کے اور آنحضرت ﷺ کے خلاف ابتداء سے ہی یہ سازشیں چلی آرہی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے کیونکہ اس کی حفاظت کرنی ہے، وعدہ ہے، اس لئے وہ حفاظت کرتا چلا آرہا ہے، ساری مخالفانہ کوشش ناکام ہو جاتی ہیں۔‘‘

نیز فرمایا:

’’اس زمانے میں اس نے حضرت مسیح موعودؑ کو اس مقصد کے لئے مبعوث فرمایا ہے اور اس زمانے میں جو آنحضرت ﷺ کی ذات پر حملے ہوئے اور جس طرح حضرت مسیح موعودؑ نے اور بعد میں آپ کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے آپ کے خلفاء نے جماعت کی راہنمائی کی اور ردعمل ظاہر کیا اور پھر جو اس کے نتیجے نکلے اس کی ایک دو مثالیں پیش کرتا ہوں تا کہ وہ لوگ جو احمدیوں پر الزام لگاتے ہیں کہ ہڑتالیں نہ کر کے اور ان میں شامل نہ ہو کر ہم یہ ثابت کر رہے ہیں کہ ہمیں آنحضرت ﷺ کی ذات پر کیچڑ اچھالنے کا کوئی درد نہیں ہے۔ ان پر جماعت کے کارنامے واضح ہو جائیں۔‘‘

اس سلسلہ میں پہلی مثال حضورؓ نے عبداللہ آتھم کی پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ عیسائی تھا اس نے اپنی کتاب میں آنحضرت ﷺ کے متعلق اپنے انتہائی غلیظ ذہن کا مظاہرہ کرتے ہوئے دجّال کا لفظ نعوذ باللہ استعمال کیا۔ (اس وقت حضورؑ کی اس کے ساتھ ایک بحث بھی چل رہی تھی) اس کے بعد حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اسے مخاطب کر کے کہا کہ ایک بحث تو ختم ہوگئی مگر ایک رنگ کا مقابلہ باقی رہا جو خدا کی طرف سے ہے اور وہ یہ کہ اس نے اپنی کتاب ’’اندرونہ بائبل‘‘ میں ہمارے نبی ﷺ کو دجال کے نام سے پکارا ہے اور میں آنحضرت ﷺ کو صادق اور سچا جانتا ہوں اور دین اسلام کو منجانب اللہ یقین رکھتا ہوں۔ پس وہ مقابلہ ہے کہ آسمانی فیصلہ اس کا تصفیہ کرے گا اور وہ آسمانی فیصلہ یہ ہے کہ ہم دونوں میں سے جو شخص اپنے قول میں جھوٹا اور ناحق رسولؐ کو کاذب اور دجال کہتا ہے اور حق کا دشمن ہے وہ آج کے دن سے پندرہ مہینے تک اس شخص کی زندگی ہی میں جو حق پر ہے، ہاویہ میں گرے گا بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ یعنی راستباز اور صادق نبی کو دجال کہنے سے باز نہ آوے اور بے باکی اور بدزبانی نہ چھوڑے...... تو یہ تھا آنحضرت ﷺ کی غیرت رکھنے والا شیر خدا کا ردعمل۔ وہ للکارتے تھے ایسی حرکتیں کرنے والوں کو۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دوسرا واقعہ پنڈت لیکھرام کا بیان فرمایا: ’’پھر ایک شخص لیکھرام تھا جو آنحضرت ﷺ کو گالیاں نکالتا تھا۔ اس کی اس دریدہ دہنی پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو باز رکھنے کی کوشش کی۔ وہ باز نہ آیا۔ آخر آپؑ نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی دردناک موت کی خبر دی۔

حضرت مسیح موعودؑ اس بارے میں فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ نے ایک اللہ اور رسولؐ کے دشمن کے بارے میں جو آنحضرت ﷺ کو گالیاں نکالتا ہے اور ناپاک کلمے زبان پر لاتا ہے جس کا نام لیکھرام ہے، مجھے وعدہ دیا اور میری دعا سنی اور جب میں نے اس پر بد دعا کی تو خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ 6 سال کے اندر ہلاک ہو جائے گا یہ ان کے لئے ایک نشان ہے جو سچے مذہب کو ڈھونڈتے ہیں۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 18 نزول المسیح صفحہ 549)

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ بڑی دردناک موت مرا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

’’یہی اسلوب ہمیں حضرت مسیح موعودؑ نے سکھائے کہ اس قسم کی حرکت کرنے والوں کو سمجھاؤ۔ آنحضرت ﷺ کے محاسن بیان کرو۔ دنیا کو ان خوبصورت اور روشن پہلوؤں سے آگاہ کرو جو دنیا کی نظر سے چھپے ہوئے ہیں۔ اور اللہ سے دعا کرو کہ یا تو اللہ تعالیٰ ان کو ان حرکتوں سے باز رکھے یا پھر خود ان کی پکڑ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے اپنے طریقے ہیں۔ وہ بہتر جانتا ہے کہ اس نے کس طریقے سے کس کو پکڑنا ہے۔‘‘

حضور نے مزید فرمایا:

’’ہمارا ری ایکشن (Reaction) یہی ہونا چاہئے کہ بجائے صرف توڑ پھوڑ کے ہمیں اپنے جائزے لینے کی طرف توجہ پیدا ہونی چاہئے۔ ہم دیکھیں ہمارے عمل کیا ہیں؟ ہمارے اندر خدا کا خوف کتنا ہے، اس کی عبادت

کی طرف کتنی توجہ ہے، دینی احکامات پر عمل کرنے کی طرف کتنی توجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کی طرف کتنی توجہ ہے۔

خلافت رابعہ کے دور میں رُشدی نے بڑی توہین آمیز کتاب لکھی تھی۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خطبات بھی دیئے تھے اور ایک کتاب بھی لکھوائی تھی۔ حضور نے فرمایا گزشتہ سال کے شروع میں بھی اس طرح کا ایک مضمون آیا تھا آنحضرت ﷺ کی زندگی کے بارے میں۔ اس وقت بھی میں نے جماعت کو بھی اور ذیلی تنظیموں کو بھی توجہ دلائی تھی کہ مضامین لکھیں خطوط لکھیں، رابطے وسیع کریں۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی کی خوبیاں اور ان کے محاسن بیان کریں۔ تو یہ تو آنحضرت ﷺ کی زندگی کے حسین پہلوؤں کو دنیا کو دکھانے کا سوال ہے یہ توڑ پھوڑ سے تو نہیں حاصل ہوسکتا۔

اس لئے اگر ہر طبقے کے احمدی ہر ملک میں دوسرے پڑھے لکھے اور سمجھدار مسلمانوں کو بھی شامل کریں کم تو بھی اس طرح پر امن طور پر یہ ردعمل ظاہر کرو، اپنے رابطے بڑھاؤ اور لکھو تو ہر ملک میں ہر طبقے میں اہتمام حجت ہوجائے گی اور پھر جو کرے گا اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔''

اسی خطبہ میں حضور نے مزید راہنمائی دیتے ہوئے فرمایا: ''دوسرے مسلمانوں کو تو یہ جوش ہے کہ ہڑتالیں کر رہے ہیں، توڑ پھوڑ کر رہے ہیں کیونکہ ان کا ردعمل یہی ہے کہ توڑ پھوڑ ہو اور ہڑتالیں ہوں اور جماعت احمدیہ کا اس واقعہ کے بعد جو فوری ردعمل ظاہر ہونا چاہئے تھا وہ ہوا۔ احمدی کا ردعمل یہ تھا کہ انہوں نے فوری طور پر ان اخباروں سے رابطہ کیا۔......''

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ: ''یہاں جو مسلمان عیسائی اس معاشرے میں اکٹھے رہ رہے ہیں ان کے جذبات کا بہرحال خیال ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر امن قائم نہیں ہوسکتا۔''

حضور نے مسلمانوں کو بھی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''مسلمان کہلانے والوں کو بھی میں یہ کہتا ہوں کہ قطع نظر اس کے کہ احمدی ہیں یا نہیں، شیعہ ہیں یا سنی ہیں یا کسی بھی دوسرے مسلمان فرقہ سے تعلق رکھنے والے ہیں آنحضرت ﷺ کی ذات پر جب حملہ ہو تو وقتی جوش کی بجائے، جھنڈے جلانے کی بجائے، توڑ پھوڑ کرنے کی بجائے، ایمبیسیوں پر حملہ کرنے کی بجائے، اپنے عملوں کو درست کریں کہ غیر کو انگلی اٹھانے کا موقع ہی نہ ملے۔ کیا یہ آگیں لگانے سے سمجھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی عزت اور مقام کی نعوذ باللہ صرف اتنی قدر ہے کہ صرف جھنڈے جلانے سے یا کسی سفارتخانے کا سامان جلانے سے بدلہ لے لیا، نہیں۔ ہم تو اس نبی کے ماننے والے ہیں جو آگ بجھانے آیا تھا۔ وہ محبت کا سفیر بن کر آیا تھا، وہ امن کا شہزادہ تھا۔ پس کسی بھی سخت اقدام کی بجائے دنیا کو سمجھائیں اور آپ کی خوبصورت تعلیم کے بارے میں بتائیں۔''

(خطبات مسرور جلد چہارم صفحہ 55-88)

حضور انور کے ایک ایک لفظ سے ہدایت، حکمت اور سچائی ظاہر ہو رہی ہے کہ کس طرح ہمارا ردعمل ہونا چاہئے جو بھی ہو اسلامی تعلیمات اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں ہو۔

میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں جس کا مجھے ذاتی طور پر تجربہ ہے کہ جب بھی ایسے موقعوں پر خلافت کی راہنمائی میں کام کیا گیا اس کا بہت فائدہ ہوا۔ اس کام میں برکت ہوئی اور بلکہ میں نے محسوس کیا اور مشاہدہ کیا کہ جب ہم خلیفہ وقت کی ہدایت کے مطابق ایسے مواقع پر پریس سے رابطہ کرتے ہیں، مضامین لکھتے ہیں اور خطوط کے ذریعہ تردید کر کے اسلام کی تعلیم بیان کرتے ہیں تو ہمیشہ اس کو اخبار میں جگہ ملی اور دوسرے لوگوں نے ہمیشہ سراہا بلکہ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ نہ صرف اخبار میں وہ مضامین، خطوط اور ہمارا بیان شائع ہوا اسے پڑھ کر لوگوں نے اور دیگر تنظیموں نے ہمیں اپنے پروگراموں میں بھی بلایا۔

حضور انور نے رشدی کی کتاب کا حوالہ دیا۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جو جماعت کو ہدایت دیں ان سے بہت فائدہ ہوا۔ یہاں امریکہ کے اخبارات میں ان ہدایات کو شائع کرایا گیا جن کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ اس کی وجہ سے ہمارا پریس سے مزید رابطہ مضبوط ہوا اور اب اس واقعہ کے بعد جو ڈنمارک میں ہوا یا دیگر یورپین ممالک میں ہوا اور حضور ایدہ اللہ سے اس خطبہ میں جو ہدایات ملی ان کو سامنے رکھ کر جہاں بھی کام کیا گیا اس کا بہت فائدہ ہوا اور ہمیں پریس میں کوریج ملی۔ الحمد للہ علی ذالک

(باقی آئندہ بدھ ان شاء اللہ)

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

کہنے کو تو یہ ایک عام سی بات ہے لیکن مسلسل ظلموں سے خود بھی اور اپنے صحابہ کو بھی گزرتے ہوئے دیکھنا، اور پھر جب طاقت آتی ہے تو عفو کا ایک ایسا نمونہ دکھانا جس کی مثال جب سے کہ دنیا قائم ہوئی ہے ہمیں نظر نہیں آتی۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی خاصہ ہے۔ پھر منافقین اور غیر تربیت یافتہ لوگوں کے مقابل پر آپؐ نے تحمل اور برداشت کا اظہار فرمایا۔ یہ بھی کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ اگر انصاف کی نظر سے دیکھنے والا کوئی تاریخ دان ہو تو باوجود مذہبی اختلاف کے یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ کی برداشت اور عفو اور ہر خلق کا نمونہ بے مثال تھا۔ اور لکھنے والے جنہوں نے لکھا ہے بعض ہندو بھی ہیں اور بعض عیسائی بھی۔ بہرحال اس وقت میں چند واقعات بیان کرتا ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو کے خُلقِ عظیم پر کچھ روشنی ڈالتے ہیں۔ پہلے میں عبداللہ بن اُبی بن سلول کے واقعات لیتا ہوں، جو رئیس المنافقین تھا۔ ظاہر میں گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو منظور کر لیا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر غلیظ حملے کرنے کا کوئی دقیقہ نہ چھوڑتا تھا۔ مدینہ میں رہتے ہوئے مسلسل یہ واقعات ہوتے رہتے تھے۔ اس کی دشمنی اصل میں تو اس لئے تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ ہجرت سے پہلے مدینہ کے لوگ اسے اپنا سردار بنانے کا سوچ رہے تھے لیکن آپؐ کی مدینہ آمد کے بعد جب آپ کو ہر قبیلے اور مذہب کی طرف سے سربراہِ حکومت کے طور پر تسلیم کر لیا گیا تو یہ شخص ظاہر میں تو نہیں لیکن اندر سے، دل سے آپ کے خلاف تھا اور اس کی مخالفت مزید بڑھتی گئی، اس کا کینہ اور رنجشیں مزید بڑھتی گئیں۔ ایک روایت میں آپ کے مدینہ جانے کے بعد اور جنگِ بدر سے پہلے کا ایک واقعہ ملتا ہے جس سے عبداللہ بن اُبی بن سلول کے دل کے بغض اور کینے اور اس کے مقابلے پر آپ کے صبر کا اظہار ہوتا ہے۔ اور یہ اظہار جو دراصل عفو تھا، یہ عفو اور آپؐ کا ردِّعمل ظاہر ہوتا ہے۔

بہرحال روایت میں آتا ہے۔ امام زہری روایت کرتے ہیں کہ مجھے عروہ بن زبیر نے بتایا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدک کے علاقہ کی ایک چادر ڈال کر گدھے پر سوار ہوئے اور اپنے پیچھے اسامہ بن زید کو بٹھایا اور سعد بن عبادہؓ کی عیادت کے لئے بنو حارث بن خزرج میں واقعہ بدر سے پہلے (یعنی جنگ بدر سے پہلے) تشریف لے جا رہے تھے تو ایک ایسی مجلس کے پاس سے گزرے جس میں عبداللہ بن اُبی بن سلول بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اس وقت اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اس مجلس میں مسلمان بھی بیٹھے ہیں، بُت پرست بھی ہیں اور یہودی بھی بیٹھے ہیں اور اسی مجلس میں عبداللہ بن رواحہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ جب اس مجلس پر گدھے کے پاؤں سے اٹھنے والی دھول پڑی تو عبداللہ بن اُبی بن سلول نے اپنی چادر سے ناک کو ڈھانک لیا۔ پھر کہا ہم پر مٹی نہ ڈالو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب لوگوں کو سلام کیا۔ پھر رُک گئے اور اپنی سواری سے اترے اور ان کو دعوتِ الی اللہ کی۔ اُن کو قرآن پڑھ کر سنایا۔ اُس پر عبداللہ بن اُبی بن سلول نے کہا اے صاحب! جو بات تم کہہ رہے ہو، وہ اچھی بات نہیں ہے اور اگر یہ حق بات بھی ہے تو ہمیں ہماری مجلس میں سنا کر تکلیف نہ دو۔ اپنے گھر میں جاؤ اور جو شخص تمہارے پاس آئے اسے قرآن پڑھ کر سنانا۔ عبداللہ بن اُبی بن سلول کی یہ باتیں سن کر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا۔ کیوں نہیں یارسول اللہ! آپ ہماری مجالس میں آ کر قرآن سنایا کریں کیونکہ ہم قرآن کو سننا پسند کرتے ہیں۔ یہ سننا تھا کہ مسلمان اور مشرک اور یہود سب اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس طرح بحث میں الجھ گئے کہ لگتا تھا کہ ایک دوسرے کے گلے پکڑ لیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مسلسل خاموش کرواتے رہے اور وہ چُپ ہو گئے۔ جب خاموش ہو گئے تو آپؐ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور سعد بن عبادہؓ کے پاس پہنچے اور اس کو جا کر بتایا کہ ابوحباب یعنی عبداللہ بن اُبی بن سلول نے کیا کہا ہے؟ اُس نے یہ بات کی ہے۔ تو سعد بن عبادہؓ نے عرض کی۔ یارسول اللہ! اس سے عفو اور درگزر کا سلوک فرمائیں۔ اُس ذات کی قسم جس نے آپ پر قرآن کریم جیسی عظیم کتاب نازل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حق کو لے آیا جس کو اس نے آپ پر نازل فرمایا۔ اس سرزمین کے لوگوں نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ عبداللہ بن اُبی بن سلول کو تاج پہنا کر اپنا بادشاہ بنائیں اور اس کے دست و بازو کو مضبوط کریں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس فیصلے سے اس حق کے باعث جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمایا ہے انکار کر دیا تو اس سے اس کو بڑا دکھ پہنچا۔ اس وجہ سے اس نے آپ سے یہ بدسلوکی کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے عفو کا سلوک فرمایا۔

یہ اس وجہ سے نہیں فرمایا کہ سعد بن عبادہ نے بات کی تھی کہ عفو کا سلوک فرمائیں بلکہ آپؐ نے اس کو یہ بتانے کے لئے بات کی تھی کہ آج اس نے اس طرح میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے لیکن میں تو بہرحال عفو کا سلوک کرتا چلا جاؤں گا۔ آگے پھر لکھا ہے کہ آپؐ اور آپ کے صحابہ مشرکوں اور اہل کتاب سے درگزر کا سلوک فرماتے تھے جیسا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا۔ اور وہ ان کی طرف سے ملنے والی تکالیف پر صبر کرتے تھے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد جب عبداللہ بن اُبی بن سلول بظاہر مسلمان ہوا تو اپنی منافقانہ چالوں سے آپ کو تکلیف پہنچانے کی ہمیشہ کوشش کرتا رہتا تھا۔

(خطبہ جمعہ 14/ جنوری 2011ء)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ از فہیم احمد خادم نمائندہ گھانا

رپورٹ حمدیہ محفل

جامعۃ المبشرین گھانا

مؤرخہ 12 جنوری 2021ء بروزمنگل جامعۃ المبشرین گھانا میں سالِ نو کا پہلا پروگرام ہوا۔ یہ پروگرام مجلس ارشاد کے تحت منعقد کیا گیا۔ پروگرام سے قبل جامعہ ہال کو بینرز سے سجایا گیا اور اس کے سٹیج کے عقب کو پردوں سے زینت دی گئی۔عقب میں بڑے سائز کا ٹی وی لگایا گیاچنانچہ پروگرام کے حوالے سے مائیکروسوفٹ پاور پوائنٹ پر 25 بینرز تیار کیے گئے جوٹی وی پر دورانِ پروگرام چلتے رہے۔

اس پروگرام کے مہمان خصوصی مکرم مولوی نواز احمد صاحب استاذ جامعۃ المبشرین تھے۔اس پروگرام کے تمام شاملین نے اللہ تعالیٰ کی حمد کے موضوع پر ہی لب کشائی کی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا جو عزیزم عیسیٰ ایکوانے کی جو گھانا سے ہیں۔گھانا کے ہی عزیزم لقمان اسماعیل نے حدیث پڑھی۔عزیزم حسین بواِٹنگ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کا پاکیزہ حمدیہ کلام ”حمد و ثناء اسی کو“ مترنم آواز میں سنایا اور اس کا انگریزی ترجمہ بھی پڑھا۔ان کا تعلق بھی گھانا سے ہے۔

زمبابوے کے طالبعلم عزیزم پاٹَسم مجِیمہ نے حضرت اقدس مسیح موعود و مھدی معہود علیہ السلام کا اقتباس پڑھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اقتباس عزیزم قاسم الیاسو نے پڑھا۔عزیزم بابا ادریسو نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اقتباس پیش کیا۔یہ دونوں بھی گھانا سے ہیں۔بعدازاں لائبیریا سے تعلق رکھنے والے عزیزان ابوبکر شریف،بشیرالدین سونی اور ابراہیم سیسی نے song of praise پیش کیا جو Mandingo زبان میں تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمۃ اللہ علیہ کا اقتباس عزیزم محمد احمد نے پیش کیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ علیہ کا اقتباس عزیزم عبد الرحمان ابن نے پیش کیا۔یہ دونوں طلباء بھی گھانا سے ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اقتباس عزیزم موسیٰ بلدے نے پیش کیا جو گیمبیا سے ہیں۔گھانا کے شمالی صوبوں سے تعلق رکھنے والے طلباء عزیزان زِبلم عبد الفتاوٗ، قاسم الیاسو،طاہر نورالدین اور محمد احمد نے Dagbani زبان میں songs of praise کورس میں پیش کیا۔

آخر پر مہمانِ خصوصی نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس کی روشنی میں نصائح کیں۔اور اختتامی دعا کروائی۔ اس پروگرام میں تمام اساتذہ کرام شامل ہوئے۔پروگرام کے بعد اساتذہ کی خدمت میں ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔

طلوع وغروب آفتاب

17فروری2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:33	18:19
مدینہ منورہ	05:35	18:18
قادیان	05:47	18:17
ربوہ	05:27	17:57
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:42	17:23

کعبہ پر پہلی نظر

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

میں نے جب حج کیا تو حج کے موقع پر بعض احادیث اور بزرگوں کے اقوال سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب پہلی دفعہ خانہ کعبہ نظر آئے تو اس وقت انسان جو دعا کرے وہ قبول ہو جاتی ہے۔میں جب حج کے لئے روانہ ہوا تو حضرت خلیفہ اولؓ نے مجھے یہ بات بتائی اور فرمایا اس کا خیال رکھنا۔ جب میں وہاں پہنچا اور میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا تو میں نے یہی دعا کی کہ الٰہی! میری دعا تو یہ ہے کہ مجھے تو مل جائے اور جب بھی میں تجھ سے دعا کروں تو تو اسے قبول فرمالیا کر۔ مجھے جہاں تک خیال پڑتا ہے، حضرت خلیفہ اولؓ نے بھی ایسی ہی دعا کی تھی۔ تو اہم موقعوں کو معمولی دعاؤں میں ضائع نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ہمیشہ اعلیٰ سے اعلیٰ مقاصد اپنے دل میں رکھ کر دعائیں کرنی چاہئیں تا کہ خداتعالیٰ کے خاص فضل ہم پر نازل ہوں ۔ اور نہ صرف ہم پر بلکہ ہماری اولادوں پر بھی نازل ہوں۔(خطبات محمود جلد15ص533)